حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی سوانح حیات کے بارے میں
مکمل مضمون صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

جلد نمبر ۱

بروز جمعہ مورخہ ۱۱ تا ۱۷ جون
بمطابق
۱۷ تا ۲۳ شعبان

شمارہ نمبر ۳

حضرت مولانا محمد اسعد مدنی
خلف الرشید حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
کا مکتوب گرامی، ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت عبدالرحمان یعقوب باوا
کے نام

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوگا۔ گرامی نامہ ملا۔ ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اجراء سے بیحد خوشی ہوئی خداوند قدوس اسلام کے تحفظ اور خدمت کے سلسلے میں اس رسالہ کو قبول فرمائے۔ شرور و فتن سے محفوظ فرمائے۔ اسباب و وسائل مہیا فرمائے اور آپ حضرات کو ثابت قدم رکھے۔

میں بھی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

والسلام
اسعد غفرلہ
صدر جمعیۃ علماء ہند

ضبط و ترتیب :۔ منظور احمد الحسینی

افاداتِ عارفی

ملفوظات عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہ العالی

فرمایا :۔ کسی نے حضرت تھانوی ؒ کی طرف لکھا کہ ایک عمل ہے میں اسکو اختیار کرنا چاہتا ہوں جیسے حزب البحر وغیرہ ۔ آپ ؒ نے فرمایا لازم نہ کیجئے گا التزام رکھیے لازم اور التزام میں فرق لطیف ہے ۔ کیونکہ لازم سے آپ مکلف ہو جائیں گے اور التزام میں ترک ہو جائے تو کوئی بات نہیں ، تمام معمولات کا اسیطرح التزام رکھو لازم نہ کرو کیونکہ مختلف اعذار پیش آتے رہتے ہیں ۔

فرمایا :۔ ایک شخص نے لکھا کہ حضرت نماز تو پڑھ لیتا ہوں مگر نماز پڑھنے میں سستی اور بے رغبتی غالب رہتی ہے فرمایا قرآن مجید میں "کسالیٰ" منافقین کے لیے آیا ہے مومن کے لئے نہیں مومن کی کسل کی نماز بھی مقبول ہے کیونکہ مومن کا کسل عذر طبعی ہے اور منافق کا کسل منافقت کا ہے ان دونوں بے رغبتیوں میں فرق ہے خبردار اپنی طاعت کی ناقدری نہ کرو ۔

فرمایا :۔ اور ایک شخص نے لکھا کہ نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا فرمایا دل لگانا فرض ہے دل کا لگنا فرض نہیں اور یہ فرض ادا ہو جاتا ہے — جب وقت خارج ہو کر وضو کر کے مصلیٰ پر آ گئے شروع میں اللہ اکبر کہہ کر دل لگا کر کھڑے ہو گئے اب چاہے دل لگے یا نہ لگے ، خیالات جتنے چاہیں جو چاہیں آتے رہیں ۔ کچھ پرواہ مت کرو ۔ بس اپنی طرف سے نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کرتے رہو ۔

فرمایا :۔ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے کہتے ہیں کہ صاحب گندے فاسد ناپاک غلط خیالات اور نفسانی تقاضوں کا ایک ہجوم امنڈ آتا ہے ۔ قیام قرأت رکوع اور سجدہ غرضیکہ ہر حالت میں افکار پریشاں کا ہجوم ہے ۔ حضرت ؒ نے فرمایا کہ پہلے استنجا پھر وضو کیا تھا اور اسطرح تم پاک ہو گئے تھے مانا کہ آپ کا دل کہیں چلا گیا ہے سب کچھ ہو رہا ہے مگر پھر بھی نماز ہو جائے گی ۔ فرمایا ہم حکماً طاہر اور پاک قرار دیئے گئے ورنہ ہمارے پیٹ میں گندگی بھری ہوئی ہے مثانے میں پیشاب اور رگوں میں خون دوڑ رہا ہے ۔ جس طرح ہم حکماً پاک قرار دیئے گئے اسیطرح ہزار خیالات فاسدہ دل اور دماغ میں آئیں لیکن نماز ہو جائے گی ۔ اگر پیٹ کی غلاظت ظاہری جسم دار ہے تو دماغ کی غلاظت وہ گندے اور ناپاک خیالات ہیں ۔ اسیطرح ناپاک خیالات صرف خیالات ہی رہے ۔

وہ نماز میں آتے رہیں کوئی حرج نہیں نماز میں ناپاک خون باہر نکلتا ہے ریاح خارج ہو سکتی ہیں ۔ لیکن جب تک نماز میں رہیں گے خیالات فاسدہ پر عمل بالکل ہو ہی نہیں سکتا ۔ (وہ ذہن اور دل تک محدود رہینگے نماز میں ہوتے ہوئے ان کو کسی صورت میں عملی جامہ پہنایا جا سکتا) ظاہری نجاست میں اختیار ہے کہ ناپاکی لاحق ہو سکتی ہے لیکن یہاں ناپاک ہونے کی نماز میں تو کوئی صورت ہی نہیں لہٰذا مطمئن رہنا چاہیے کہ باوجود ان وساوس کے ہم پاک ہیں ہاں اگر تم نماز سے باہر گناہ کے عمل کیوجہ سے ناپاک ہو گئے تو استغفار کر کے پھر پاک ہو جائیے جس طرح باوضو رہنا ہمیشہ ہمارے اختیار میں ہے اسیطرح سے ہر وقت متقی رہنا بھی ہمارے اختیار میں ہے ۔

نظر بہک گئی احساس ہوا کہ بہک گئی استغفار پڑھ لو زبان بہک گئی ، احساس ہوا کہ بہک گئی ' استغفار پڑھ لو ناپاک ہو گئے ہو کر فوراً پاک ہو جاؤ ، یہ پاکی و ناپاکی تو فطرت انسانی میں ہے اس سے کوئی امتی مبرا نہیں یہ پاکی و ناپاکی جسمانی ہو یا روحانی ہو ، دونوں کا تدارک شریعت میں ہے ۔ ایک کا تدارک طہارت ہے اور دوسری کا تدارک استغفار ہے ۔

فہرست

	صفحات
۱۔ افاداتِ عارفی	۲
۲۔ ابتدائیہ	۴
۳۔ خصائلِ نبوی ﷺ	۷
۴۔ حضرت شیخ الحدیثؒ	۹
۵۔ بیادِ حضرت شیخؒ	۱۳
۶۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی	۱۵
۷۔ تحریکِ ختمِ نبوت	۱۷
۸۔ کاروانِ ختمِ نبوت	۱۹
۹۔ تعلق مع الرسول ﷺ	۲۱
۱۰۔ شبِ برأت	۲۲
۱۱۔ پیغامات	۲۳

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار

حافظ گلزار احمد

غلام یٰسین تبسم

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ۔۔۔۔۔ ۶۰ روپیہ

ششماہی ۔۔۔۔۔ ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ۔۔۔۔۔ ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ۔۔۔۔۔ ۲۱۰ روپیہ

کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور

شام ۔۔۔۔۔ ۲۲۵ روپیہ

یورپ ۔۔۔۔۔ ۲۹۵ روپیہ

آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ۔۔۔۔۔ ۲۶۰ روپیہ

افریقہ ۔۔۔۔۔ ۲۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ۔۔۔۔۔ ۱۹۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع: حکیم الحسن نقوی انجمن پریس

مقام اشاعت: ۲۰۸ [illegible] ایم اے جناح روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء

مسلح افواج کا وقار

وزارت داخلہ کے ایک اطلاعیہ میں کہا گیا ہے کہ اس کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ شہریوں کے مختلف طبقوں، محنت کشوں، طالب علموں، بس کنڈکٹروں وغیرہ نے فوجی وردیوں کے مشابہ سروس جیکٹ، جرسیاں، بیری وغیرہ سمیت، بیری اور پیٹی کے علاوہ مکمل یونیفارم استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، اور اس کے علاوہ کئی ایک اداروں نے بھی اپنے عملہ کی جو وردیاں تعارف متعارف کرا رکھی ہیں۔ وہ بہت حد تک فوجیوں کی وردیوں کے مشابہ ہیں، اور یہ بات بھی نوٹ کی گئی ہے کہ فوجیوں کے تسلیم شدہ اسٹورز کے علاوہ ہر قسم کے دوکانداروں کے پاس بھی یونیفارم کے کپڑے موجود ہیں۔

وزارت داخلہ نے کہا ہے کہ فوجی وردیوں کے مشابہ وردیوں کا استعمال غیر قانونی ہے، اور اسے ترک نہیں کیا گیا تو حفاظتی اقدامات میں نہ صرف دشواریاں پیدا ہوں گی، بلکہ مسلح افواج کا وقار بھی مجروح ہونے کا احتمال ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی مورخہ ۲۸، اپریل ۱۹۸۲ء)

وزارت داخلہ کے اس انتباہ میں متعدد امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1 — مسلح افواج کا مخصوص لباس و شعار دوسروں کے لئے ممنوع ہے۔

۲ — فوجی وردیوں کے مشابہ وردیوں کا استعمال بھی خلاف قانون ہے۔

۳ — فوجی وردی کے استعمال سے نہیں۔ بلکہ اس کے مشابہ لباس کے استعمال سے بھی مسلح افواج کے وقار پر حرف آتا ہے۔ وزارتِ داخلہ کا یہ اطلاعیہ نہایت ضروری اور بر وقت ہے۔ اور اس سے غور و فکر کے کئی دریچے کھل جاتے ہیں۔

۱ مسلح افواج کے وقار کو ملحوظ رکھنا ہر باشعور شہری کا فرض ہے۔ اور جو شخص اس فرض میں کوتاہی کا مرتکب ہو وہ سزا و تعزیر کا مستوجب ہے۔ چنانچہ آئے دن اخبارات میں اس نوعیت کی خبریں آتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ ایک شخص جعلی فوجی وردی پہنے پکڑا گیا۔ فلاں جگہ نقلی "ایس پی" کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا —— وغیرہ وغیرہ۔

اس نکتہ میں تو کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش نہیں کہ اسلام اور اسلامی شعائر کا وقار، مسلح افواج اور پاکستان کی پولیس کے وقار سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اگر ایک اسلامی حکومت مسلح افواج کے وقار کا

تحفظ اپنا فرض سمجھتی ہے تو لازماً اسلام اور اسلامی شعائر کے وقار کا تحفظ بھی اس کا اولین فرض ہوگا ——— سوال یہ ہے کہ کیا ہماری وزارتِ داخلہ نے اسلامی شعائر کے تحفظ کے لئے بھی کوئی قانون وضع کیا ہے! اور شہریوں کے انتباہ کے لئے کوئی ایسا اعلامیہ جاری فرمایا ہے کہ :-

وزارتِ داخلہ کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض غیر مسلم شہری اسلام کی مخصوص علامات کو اپنا رہے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں سے ملتے جلتے نام رکھتے ہیں، مسلمانوں کی مساجد کے مشابہ اپنی عبادت گاہیں بناتے ہیں، اور ان میں اسلام کے مخصوص مذہبی شعار — اذان، کو استعمال کرتے ہیں ———

وزارت داخلہ متنبہ کر دینا چاہتی ہے کہ اسلامی علامات کا استعمال غیر مسلموں کے لئے غیر قانونی ہے۔ اور اسے ترک نہیں کیا گیا تو نہ صرف اسلام اور کفر کے درمیان امتیاز رکھنے میں دشواریاں پیدا ہوں گی۔ بلکہ اس سے اسلام اور اسلامی شعائر کے وقار مجروح ہونے کا بھی احتمال ہے ———

کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ ہماری اسلامی مملکت کی وزارت داخلہ اسلامی شعائر کے تحفظ کے لئے بھی کوئی اعلامیہ جاری فرمائے گی؟ اور کیا اسلام کا وقار ہماری وزارتِ داخلہ کو غور و فکر کی دعوت دے گا؟ اور کیا پاکستان کے مسلمان شہری اپنی مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کریں گے۔ کہ جس ملک میں غیر فوجی کے لئے فوجی وردی کے مشابہ وردی پہننا جرم ہے۔ اور جہاں کسی شہری کی معمولی سپاہی کی وردی پہننا بھی خلاف قانون ہے۔ وہاں کسی غیر مسلم کے لئے "اسلامی وردی" پہننا بھی جرم قرار دیا جائے۔

بے حیائی کے خلاف استغاثہ

قارئین کرام کی نظر سے یہ اخباری خبر گذری ہو گی کہ :-

"زچگی کے دوران لیبر روم میں مرد ڈاکٹروں کی موجودگی کے خلاف آج طالب علم رہنما انصار برنی نے سیشنز سول جج کراچی، جناب سراج الدین قریشی کی عدالت میں ایک دعویٰ داخل کیا ہے جس میں صوبائی وزیر صحت سید احمد یوسف، صوبائی سیکرٹری صحت، اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن وفاقی وزیر صحت ڈاکٹر نصیر الدین جوگیزئی وفاقی سیکرٹری صحت جناب اقبال چودھری، سول ہسپتال کے امراض نسواں وارڈ کے انچارج ڈاکٹر پروفیسر عبدالمجید میمن، جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر بی اے قریشی، ملک کے اندر قائم تمام میڈیکل کالجوں کے سربراہوں اور وفاقی وزیر داخلہ جناب محمود اے ہارون کو مدعا علیہان بنایا گیا ہے۔ ۱۰ مئی کے لئے نوٹس اور ۱۵ مئی کے لیے سمن جاری کر دیا ہے۔ دعوٰی میں عدالت کو بتایا

گیا ہے کہ ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں واقع ہسپتالوں میں امراض نسواں کے وارڈز میں خواتین ڈاکٹروں کے علاوہ بے شمار مرد ڈاکٹرز بھی متعین ہوتے ہیں۔ جو زچگی کے دوران لیبر روم میں موجود رہتے ہیں اس دوران مرد طلبہ کو بھی زچگی کی تربیت کے لیے طلب کیا جاتا ہے مزید یہ کہ زچگی کے بعد بھی مرد ڈاکٹر ہی زچہ کا علاج کرتے ہیں۔ مردوں کے لئے امراض نسواں کا مضمون نصاب شامل ہے اس مضمون کی تیاری کیلئے یہ حضرات تربیت حاصل کرنے کی خاطر لیبر روم میں جاتے ہیں۔ دعویٰ میں کہا گیا ہے۔ کہ ملک کے آئین میں اللہ کی حاکمیت کا ہر جگہ تذکرہ کیا گیا ہے اس کے باوجود لیبر روم اور امراض نسواں کے وارڈ میں مرد ڈاکٹروں کی موجودگی انتہائی قابل اعتراض اور غیر شرعی ہے اس وقت ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی کمی نہیں ہے یہ اقدام نہ صرف قابل اعتراض بلکہ شرمناک بے حیائی ہے اور قرآن و سنت کے قوانین اور اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ اقدام قرآن کی سورۃ الاحزاب، سورۃ مریم، سورہ نور، سورہ بقرہ، سورۃ نساء اور دیگر سورتوں اور احادیث کے منافی بھی ہے۔ دعویٰ میں مزید بتایا گیا ہے کہ لیبر روم میں مرد ڈاکٹروں کی موجودگی سے خواتین کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے دعویٰ میں مختلف علماء کی رائے بھی دی گئی ہے اور یہ استدعا کی گئی ہے کہ امراض نسواں کے وارڈ اور لیبر روم میں مرد ڈاکٹروں کے داخلہ پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

(نوائے وقت کراچی ۵ مئی ۱۹۸۲ء)

یہ کہنا مشکل ہے کہ وکلاء کی ابتدائی بحث کے بعد یہ درخواست لائق سماعت تصور کی جائے گی یا اسے عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر قرار دیکر مسترد کر دیا جائے گا؟ اور اگر یہ درخواست باقاعدہ سماعت کے لئے قبول کر لی گئی تو فریقین کے مکمل دلائل سننے کے بعد عدالت کس نتیجے پر پہنچے گی! ہمارے لئے اس خبر میں دلچسپی کا پہلو یہ ہے کہ پاکستان کی سات کروڑ مسلم آبادی میں کم از کم ایک غیرت مند طالب علم تو ایسا نکل ہی آیا جس نے اس بے حیائی کے خلاف استغاثہ دائر کرنے کا فرض انجام دیا۔ ملک میں مذہبی و سیاسی بہت سی تنظیمیں موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ کسی نے بھی اس بے حیائی کا نوٹس نہیں لیا، اور اس کے خلاف آواز اٹھانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور اس سے بڑھ کر تعجب یہ کہ خود خواتین کی تنظیمیں، جو نجیال خرلیش خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہیں، انہوں نے کبھی اس کے لئے کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ کبھی احتجاج نہیں کیا، کبھی تحریک نہیں چلائی۔ اسکی بندش کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ کبھی اخباری بیان تک جاری نہیں کیا — یہیں سے اندازہ کر لیجئے کہ ہمارے ملک میں (اور شاید پوری دنیا میں) غیرت کے قحط کا کیا عالم ہے۔ اور مادیت کے عروج و ترقی کے اس دور میں انسانیت کا انحطاط و تنزل کس نقطہ تک پہنچ چکا ہے۔

اس نوعیت کی ایک سرکاری رسم "مکمل طبی معائنہ" کی ہے! جو ہمارے یہاں بعض سرکاری عہدوں کے لئے شرط لازم ہے۔ اس میں "امیدوار" کے اعضاء مستورہ کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات جنس مخالف کو اس فریضہ کی انجام دہی کرنا ہوتی ہے۔ یعنی مرد ڈاکٹر بند کمرے میں خواتین کے پوشیدہ اعضاء کا

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال مارایت من ذی لمۃ فی حلۃ حمراء احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ شعر یضرب منکبیہ بعید ما بین المنکبین لم یکن بالقصیر ولا بالطویل۔

(۴) حضرت براءؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مونڈھوں تک آ رہے تھے۔ آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑا تھا اور آپؐ نہ زیادہ لانبے تھے نہ ٹھگنے۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کے بارے میں یہ روایت پہلی روایت سے مختلف ہو گئی اس لئے کہ اس میں کان کی لو تک ذکر کیا تھا۔ لیکن حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ بال ایک حالت پر نہیں رہا کرتے کبھی کم ہوتے ہیں کبھی زائد ہو جاتے ہیں۔ اور قصداً بھی کم کئے جاتے ہیں کبھی بڑھائے جاتے ہیں۔

حدثنا محمد بن اسمعیل حدثنا ابونعیم حدثنا المسعودی عن عثمان بن مسلم بن ھرمز بن نافع ابن جبیر بن مطعم عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل ولا بالقصیر شثن الکفین والقدمین ضخم الراس ضخم الکرادیس طویل المسربۃ اذا مشی تکفأ تکفؤا کانما ینحط من صبب لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے تھے نہ کوتاہ قد ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اس لئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک بھی بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تھے گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

فائدہ:۔ اس قسم کی عبارت سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا مبالغہ مقصود ہوا کرتا ہے اس کے مثل نہ ہونی ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مبالغہ نہیں اس لئے کہ وہاں کمال جمال ہی تعبیر سے باہر ہے مناویؒ نے لکھا ہے کہ ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصاف جمیلہ کے ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ محض اعتقادی چیز نہیں ہے۔ سیر احادیث و تواریخ کی کتابیں اس سے لبریز ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کمالات باطنیہ کے ساتھ جمال ظاہری بھی علی الوجہ الاتم عطا فرمایا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو شعر نقل کئے گئے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ زلیخا کی سہیلیاں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ دیتیں۔ بالکل صحیح فرمایا صحابہ مرد و عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جس قدر غرق تھے اس کا کچھ شائبہ دیکھنا ہو تو میری کتاب حکایات صحابہؓ کا باب ۸ دیکھو۔

حدثنا سفین بن وکیع حدثنا ابی عن المسعودی بھذا الاسناد نحوہ بمعنا ہ حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی البصری وعلی بن حجر و ابو جعفر محمد بن الحسین وھو ابن ابی الحلیمۃ والمعنی واحد قالوا حدثنا عیسی بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرۃ قال حدثنی ابراھیم

بن محمد من ولد علی بن طالب قال کان علی اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد وکان ربعۃ من القوم ولم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدًا رجلا ولم یکن بالمطہم ولا بالمکلثم وکان فی وجہہ تدویر ابیض مشرب ادعج العینین اہدب الاشفار جلیل المشاش والکتد اجرد ذو مسربۃ شثن الکفین والقدمین اذا مشی تقلع کانما ینحط من صبب واذا التفت التفت معا بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین اجود الناس صدرًا واصدق الناس لھجۃ والینھم عریکۃ واکرمھم عشیرۃ من راہ بدیہۃ ھابہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ

(۶) ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے تھے نہ زیادہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے نہ آپ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ مبارک میں تھی۔ (یعنی چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا آپ کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پرگوشت تھی، آپ کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے۔ (یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو پنڈلیاں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہیں تھے) آپ کے سینے مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پرگوشت تھے۔ جب آپ تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے (یعنی یہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے۔ بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ توجہ فرماتے تو تمام چہرہ مبارک سے فرماتے، کن انکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے مگر یہ مطلب اچھا نہیں) آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ختم کرنے والے تھے نبیوں کے آپ سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ (غرض آپ دل و زبان، طبیعت، خاندان، اوصاف ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے افضل تھے) آپ کو جو شخص یکایک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ (یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول دہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا) اول تو جمال و خوبصورتی کے لئے بھی رعب ہوتا ہے۔

شوق افزوں مانع عرض تمنا داب حسن
بارہا دل نے اٹھائے ایسی لذت کے مزے

اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کا کیا پوچھنا۔ اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں ان میں رعب بھی منجانب اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ البتہ جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ آپ کے اخلاق کریمہ و اوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال و باکمال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بقیہ:- بیاد حضرت شیخ

اخلاق حمیدہ کا نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہو جو کہ حضرت شیخؒ کے ہزاروں لاکھوں روحانی متوسلین اور مستفیدین کے لئے بالخصوص اور عامۃ المسلمین کے لئے بالعموم زندگی کے ہر شعبہ اور ہر نقل و حرکت میں مشعل راہ کا کام دے۔

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الحدیث

منظور احمد الحسینی

گذشتہ چند سالوں سے آسمان علم وعمل کے ایک نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے کئی درخشندہ وتابندہ ستارے ٹوٹ گئے، کچھ ہی دن پہلے یہ خبر سنی تھی کہ ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ جو عمرہ ادا کرنے کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تھے اچانک دل کا دورہ پڑنے سے داعی اجل کو لبیک کہا مسجد حرام میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت المعلیٰ میں تدفین عمل میں آئی۔

ابھی اس روح فرسا خبر کو سنے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اچانک یکم شعبان المعظم کی صبح کو یہ اندوہناک خبر کانوں میں پڑی کہ قطب العالم شیخ المشائخ جامع الکمالات حضرت شیخ الحدیث سیدی ومرشدی مولانا الحافظ محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی ۲۹ رجب ۱۴۰۲ھ / ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء بروز سوموار بعد نماز عصر مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور اسی روز بعد نماز عشاء آپ کو جنت البقیع کے قبرستان اکابر صحابہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کی وفات دنیائے علم وعرفان کا ایک عظیم سانحہ ہے۔ جس کی وجہ سے برصغیر پاک وہند کے مسلمان ہی نہیں بلکہ پورا عالم تڑپ اٹھا ہے خصوصاً مسلم دنیا کے علماء عربی، دینی مدارس کے اساتذہ اور تبلیغی جماعت کے حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ حضرت شیخ موجودہ دور میں عالم اسلام کے علماء محدثین سے آخری تاجدار قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز تھے جنہوں نے اپنا کوئی جانشین نہیں چھوڑا ہے۔

آپ مولانا محمد یحییٰ صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا محمد الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت کے بھتیجے ہیں اصل وطن کاندھلہ ہے اسی نسبت سے کاندھلوی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پیدائش اپنے آبائی مکان (قصبہ کاندھلہ) ضلع مظفر نگر گیارہ رمضان ۱۳۱۵ھ پنجشنبہ گیارہ بجے رات والدہ کی سوتیلی نانی (جو اماں مریم کے نام سے مشہور تھیں) کے ہاں ہوئی اماں بڑی عابدہ زاہدہ اور فیاض خاتون تھیں خاندان کے اکابر تراویح پڑھ کے اپنے گھر جانے سے پہلے وہاں گئے اور مبارک باد دینے کے بعد مٹھائی کا مطالبہ کیا اماں مریم نے اپنی فیاضی سے بہت سی مٹھائی منگوائی اور مبارکباد دینے والوں کو ان کی حیثیت کے موافق دی۔

ساتویں دن آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلہ تشریف لائے اور گھر کے دروازہ پر پہنچ کر یہ خواہش ظاہر کی کہ میں نومولود کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں مستورات نے بچے کو باہر بھیج دیا، حضرت مولانا صاحب اپنے ہمراہ حجام کو لیکر آئے تھے اشارہ پاتے ہی حجام نے بال اتار دیئے حضرت مولانا نے وہ بال یہ کہہ کر گھر میں بھیج دیئے کہ بالے میں نے بنوا دیئے بکرے تم ذبح کرا دینا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دینا۔

ڈھائی سال کی عمر حضرت شیخ کا قیام کاندھلہ رہا تقریباً ۱۳۱۸ھ میں گنگوہ آمد ہوئی۔ یہاں مظفر نگر کے ایک بزرگ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کے ہاں تعلیم و تدریس کا افتتاح ہوا، قاعدہ بغدادی انہیں سے پڑھا اس کے بعد خاندانی روایات کے مطابق اپنے والد محترم مولانا محمد یحییٰ کے پاس قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا، حفظ قرآن کے بعد بہشتی زیور اور اردو کی فارسی کی دینی کتابیں گنگوہ کے زمانہ ہی میں رہ کر پڑھیں، فارسی کی اکثر کتب اپنے چچا جان اور صرف و نحو کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں جب ۱۳۲۸ھ میں آپ سہارنپور تشریف لائے۔ عمر مبارک اس وقت تیرہ سال کی تھی۔ یہاں آ کر عربی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اور صرف میں، پنج گنج فصول اکبری، کافیہ مجموعہ اربعین قصیدہ بردہ قصیدہ بانت سعاد اپنے والد محترم کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچائیں۔ کتب معقول و منطق حضرت مولانا عبد اللطیف اور مولانا عبد الوحید سنبھلی سے پڑھیں۔

۱۳۳۳ھ میں دورہ حدیث کی ابتدا ہوئی۔ ابن ماجہ حضرت مولانا ثاقب علی صاحب کے پاس پڑھی اس کے علاوہ تمام کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں۔

دوبارہ بخاری و ترمذی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے پڑھیں۔ آپ نے احادیث کے تمام اسباق میں دو چیزوں کا بڑا اہتمام رکھا ایک تو یہ کہ کوئی سبق ناغہ نہ ہو، دوسرے یہ کہ کوئی حدیث پاک بے وضو نہ پڑھی۔ تعلیم سے فراغت پر جب کہ حضرت شیخ کی عمر ۲۰ سال کی تھی یکم محرم الحرام ۱۳۳۵ھ کو حضرت شیخؒ کا تقرر مظاہر علوم میں ایک ابتدائی مدرس کی حیثیت سے پندرہ روپے مشاہرہ پر قرار پایا اور اصول الشاشی، نفحۃ الیمن وغیرہ کتب تجویز ہوئیں۔ ۱۳۳۶ھ میں مزید ترقی ہوئی اور آپ نے ادنیٰ اور معیاری کتب پڑھائیں۔

۱۳۳۵ھ میں بذل المجہود کی تالیف شروع ہونے کی بنا پر آپ کو اکثر اسباق خارج اوقات میں پڑھانے کی نوبت آئی۔ بذل المجہود کیلئے کتب کی تلاش اور اس کا املا سب حضرت شیخؒ کے ذمہ تھا۔

شعبان ۱۳۳۸ھ میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی معیت میں حجاز تشریف لے گئے اور محرم الحرام ۱۳۳۹ھ میں واپسی ہوئی۔ رجب ۱۳۴۱ھ میں بخاری شریف کے تین پارے آپ کے پڑھانے میں آئے۔ شوال ۱۳۴۱ھ سے شعبان ۱۳۴۴ھ تک مشکوٰۃ شریف آپ کے زیر تدریس رہی۔ شوال ۱۳۴۴ھ میں حضرت اقدس سہارنپوری کی معیت میں پھر حج کیلئے تشریف لے گئے اور پورا سال وہاں قیام کر کے صفر ۱۳۴۶ھ میں واپس ہندوستان آئے اور اسی سال آپ نے ابوداؤد، نسائی، مؤطا امام محمد اور بخاری بارہویں پارے سے آخیر پارے تک کا درس دیا۔

۱۳۴۱ھ سے ابوداؤد اور بخاری شریف جلد اول دیگر مہینوں کے بعد سے شعبان تک) دونوں سبق آپ کے سپرد کئے گئے۔ ۱۳۸۸ھ میں بخاری کی دونوں جلدیں آپ کے سپرد کی گئیں۔ اور یہ سلسلہ ۱۳۸۸ھ تک جاری رہا۔ اس کے بعد نزول آب کی وجہ سے تدریس کا مبارک سلسلہ چھوٹ گیا مگر تالیف و تصنیف اور ذکر و دعوت کا مبارک سلسلہ تا حین حیات باقی رہا۔

مسند رشد و ہدایت پر

شوال ۱۳۴۴ھ میں جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب حجاز کے لئے طویل قیام کے ارادے سے تشریف لیجا رہے تھے اور لوگ بکثرت بیعت ہو رہے تھے تو حضرت شیخ بھی سب کی دیکھا دیکھی بیعت ہونے کے لئے تیار ہو گئے، حضرت والا سے عرض کیا آپؒ نے فرمایا جب مغرب کے بعد نوافل سے فارغ ہو جاؤں تو آجانا، آپ حسب وقت پر حاضر خدمت ہو کر بیعت سے

مشرف ہوئے۔

یہ واقعہ کی ابتدا تھی اس کے بعد حضرت شیخ نے کامل طور سے اپنے آپ کو حضرت والا کے سپرد کیا، اپنی دماغی اور علمی صلاحیتوں کو حضرت کی خاطر قربان کیا۔ اور اتنا قرب حاصل کیا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے آپ کے ساتھ اپنے قلبی محبت کو بیٹے سے بڑھ کر بتایا! چنانچہ ایک مرتبہ کسی اجنبی نے دریافت کیا کہ حضرت! "یہ مولانا زکریا آپ کے بیٹے ہیں؟" آپ نے بے ساختہ فرمایا "اچھے بیٹے سے بڑھ کر ہیں۔"

ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ میں حضرت اقدس سہارنپوریؒ نے (جبکہ ان دنوں آپ کا قیام حجاز میں تھا) بڑے اہتمام سے چاروں سلسلوں میں حضرت شیخ الحدیث کو بیعت و ارشاد کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر حضرت اقدس مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے برادر اکبر مولانا سید احمد کو دیا کہ وہ اسے حضرت شیخ کے سر پر باندھ دیں۔ جب وہ عمامہ سر پر باندھا گیا تو حضرت شیخ کی شدت گریہ کی وجہ سے چیخیں نکل گئیں، حضرت بھی آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری اس موقعہ پر وہیں موجود تھے اور ان کو اس پورے واقعہ کی خبر تھی ہندوستان میں تشہیر ہو جانے کے خوف سے حضرت شیخ رح نے ان کے پاؤں پکڑے اور ان سے اس بات کا عہد لینا چاہا کہ وہ ہندوستان پہنچ کر اس کی اطلاع نہ کریں مگر حضرت رائے پوریؒ اس خبر کے اخفاء پر تیار نہ ہوئے اور آپ کے ذریعہ سے یہ خبر یہاں پھیل گئی پھر بھی حضرت شیخؒ نے عرصہ تک بیعت لینے سے انکار کر دیا اور جو کوئی اس نیت سے آتا اس کو دوسرے مشائخ سے بیعت کراتے۔ بالآخر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے حکم فرمانے سے اس کا سلسلہ شروع ہوا۔

ازدواجی سلسلہ

(۱) حضرت شیخ الحدیثؒ نے دو نکاح کئے۔

آپ کا پہلا نکاح مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۳۵ھ بروز سوموار مولانا رؤف الحسن صاحب کی صاحبزادی سے ہوا۔ نکاح حضرت سہارنپوریؒ نے پڑھایا جب کہ اس تقریب سعید میں مولانا محمد الیاسؒ (بانی تبلیغی جماعت) کے علاوہ دیگر اکابر بھی موجود تھے۔

(۲) پہلی اہلیہ محترمہ کا جب انتقال ہو گیا تو حضرت شیخ پر دوسری شادی کیلئے ہر جانب سے تقاضے شروع ہوئے مگر اپنے علمی اشتغال کے پیش نظر آپ ہر آنے والے تقاضے کو نظر انداز کرتے رہے، مگر جب حضرت مولانا

محمد الیاس صاحبؒ نے اپنی صاحبزادی کے متعلق فرمایا تو حضرت شیخ رح انکار نہ کر سکے کیونکہ وہ اگر ایک طرف استاد اور چچا تھے تو دوسری طرف حضرت سہارنپوریؒ کے اونچے خلفاء میں سے تھے۔ چنانچہ یہ نکاح بعد نماز جمعہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ بمطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء مہر فاطمی پر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے پڑھایا، دعوت ولیمہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی جانب سے راؤ یعقوب علی خاں کے زیر اہتمام ہوئی۔

اسفارِ حج

حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت شیخ رح کو کئی مرتبہ حرمین شریفین کی دولت سے نوازا۔

سب سے پہلا حج حضرت شیخ رح نے ۱۳۳۸ھ میں حضرت اقدس سہارنپوریؒ کی معیت میں کیا ۲ شعبان کو سہارنپور سے روانگی ہوئی، اس مبارک سفر سے واپسی ۸ صفر ۱۳۳۹ھ میں ہوئی۔

دوسرا اور تیسرا حج بھی حضرت اقدس سہارنپوریؒ کی معیت ۱۳۴۴ھ، ۱۳۴۵ھ میں کیا اس سفر میں حضرت شیخ الحدیثؒ کو خانہ کعبہ میں بھی داخلہ کی سعادت نصیب ہوئی اور انہی ایام میں حضرت اقدس سہارنپوریؒ نے حضرت شیخؒ کو مخصوص لقب شیخ الحدیث" (جو آپ کے نام کا جزو بن گیا) اور مشیر ناظم کا مخصوص عہدہ عطا فرما کر ارباب مظاہر العلوم کو تحریر فرمایا کہ وہ "حضرت شیخ کی ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں جو قدرت نے انہیں مرحمت فرمائی ہیں" اس سفر میں دو تاریخی واقعے پیش آئے ایک بذل المجہود کی تکمیل، دوسرے حضرت شیخ رح کو اجازت و خلافت کا ملنا۔ چوتھا حج ۱۳۸۲ھ میں حضرت امیر تبلیغ مولانا محمد یوسفؒ اور دیگر خدام و رفقاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ کیا ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء سہارنپور سے روانہ ہوئے اور واپسی ۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔

پانچواں حج ۸۸ھ چھٹا ۸۹ھ میں

اور ساتواں حج ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں کیا ان کے علاوہ حضرت شیخ نے مزید حج کئے ہوں گے لیکن ان کے بارے میں مجھے علم نہ ہو سکا۔

ماہ رمضان اور حضرت شیخ رح

یوں تو حضرت شیخ الحدیثؒ کی پوری زندگی۔ تعلق مع اللہ اور عبادت و ریاضت کا ایک حسین مرقع تھی لیکن ماہ مبارک میں حضرت کی طرف سے تمام اعمال صالحہ ذکر و تلاوت، عبادت و ریاضت مجاہدہ و نفس کشی اپنے شباب پر ہوتے تھے۔ ۱۳۳۲ھ سے تادم واپسیں حضرت مسلسل اعتکاف بیٹھتے رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہٗ بینات شوال ۱۴۰۰ھ میں اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

قطب الارشاد برکتہ العصر حضرت مولانا الشیخ الحدیث الحاج الحافظ محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی دامت فیوضہم و برکاتہم کا (جن کی شخصیت اکابر مشائخ کی نسبتوں کی مجمع البحار ہے) معمول ایک عرصہ سے پورے رمضان المبارک کا اعتکاف کا چلا آتا ہے۔ ماہ رمضان کے بابرکت اوقات کو زیادہ قیمتی بنانے اور حضرت شیخ مدظلہ العالی کے انفاس طیبہ سے مستفید ہونے کی غرض سے حضرت مدظلہ العالی کے بہت سے خدام و متوسلین بھی آپ کی خدمت میں پہنچ جاتے ہیں"

(بصائر و عبر بینات شوال ۱۴۰۰ھ)

ابتداً یہ اعتکاف سہارنپور ہوتا تھا لیکن پچھلے چند سالوں سے مختلف مقامات پر ہوتا رہا ۱۴۰۰ھ کا رمضان المبارک حضرت شیخ نے فیصل آباد اور پچھلے سال اسٹینگر جنوبی افریقہ میں کیا تھا جس میں آخری عشرے میں حاضرین کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہو گئی تھی خصوصاً آخری جمعہ میں دس ہزار افراد حضرت شیخ رح کی زیارت کے لئے مختلف جگہوں سے آئے تھے۔

تزکیہ نفس و تصوف

درس و تدریس تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ آپ کو تصوف سے بھی خصوصی شغف تھا اس وقت دنیا بھر میں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ آخری عمر میں مجالس ذکر کی طرف آپؒ کی توجہ خصوصیت کیساتھ بڑھ گئی تھی آپ سلاسل اربعہ میں مجاز تھے حضرت اقدس سہارنپوریؒ اور مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے علاوہ دیگر بزرگوں کے خلیفہ بھی تھے۔

تصنیفی خدمات

حضرت شیخ الحدیثؒ نے بہت ہی گرانمایہ تصنیفات کا سرمایہ چھوڑا

لے چھوڑا ہے حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف، غرضیکہ علوم کی ہر نوع پر آپ نے قلم اٹھایا خصوصاً حدیث کی خدمت میں اس دور میں آپ کا کوئی ثانی نہیں، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کی تعداد کافی ہے بطور تعارف صرف چند کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں اوجز المسالک شرح موطا امام مالک (عربی) یہ حضرت شیخ الحدیث کی مشہور تالیف ہے چھ ضخیم جلدوں میں مکمل کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے حل لغات اور حل مطالب کے علاوہ اس کتاب کی بہت سی خصوصیات ہیں مثلاً (ا) ہر راوی کی تحقیق مختصر طور پر کی گئی ہے۔ (ب) ہر باب میں ائمہ اربعہ کا مذہب خود صاحب مذہب کی کتاب سے مع حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ (ج) مذہب حنفیہ کی ترجیح کے بعد مختصر طور سے دلائل بھی ذکر کئے گئے ہیں، مجموعی صفحات تین ہزار تین سو چھیاسٹھ ہیں۔

لامع الدراری علی جامع البخاری (عربی)

بخاری پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریر جس کو حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب نے قلم بند کیا تھا، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ کو مکمل ہوئی آپ نے اس پر گراں قدر طویل تعلیقات وحواشی لکھے۔

الکوکب الدری (عربی)

یہ قطب عالم حضرت مولانا گنگوہیؒ کی تقریر ترمذی ہے۔ جسے آپ کے والد بزرگوار نے پڑھنے کے زمانہ میں لکھا تھا آپ نے اس پر عمدہ حواشی تحریر فرمائے۔ دو جلدوں میں شائع ہوئی۔

تقریر مشکوٰۃ، تقاریر کتب حدیث، شذرات الحدیث، خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی۔ الاعتدال فی مراتب الرجال۔

تبلیغی نصاب

حصہ اول و دوم فضائل کی کتب پر مشتمل مجموعہ بلا مبالغہ پوری دنیا میں جتنا پڑھا اور سنا جا رہا ہے۔ کہ شاید دینی حلقہ میں کوئی نہ اتنی بار چھپا اور نہ اتنا پڑھا گیا۔ حکایات صحابہ اور فضائل کے بعض رسالوں کا ترجمہ ہندوستان کی متعدد علاقائی زبانوں کے علاوہ انگریزی اور جاپانی میں بھی ہو گیا ہے اور یہ اشاعت و مقبولیت بفضلہ تعالیٰ روز افزوں ہے۔

تاریخ مظاہر

مظاہر العلوم سہارنپور کے ۵۰ سالہ حالات اسکی دینی علمی اور عرفانی خدمات، جائزہ اور اس کے ارتقائی منازل اور تاریخی نشو ونما کا دل آویز تذکرہ۔

تاریخ مشائخ چشتیہ

اس میں آپ نے اپنے شیخ حضرت اقدس سہارنپوریؒ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جملہ مشائخ پر قلم اٹھایا ہے۔

حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عربی)

اسکا ترجمہ آپؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہ نے کیا ہے۔

آپکی جملہ تصنیفات شروح و تعلیقات مطبوعہ و غیر مطبوعہ کی تعداد ۱۰۰ کے قریب ہے یہ سب کی سب گراں قدر علمی جواہر پاروں سے مزین ہیں۔

چند ارشادات

فرمایا :- ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے کہ جو ہماری انتہا کو دیکھے وہ ناکام اور جو ابتدا کو دیکھے وہ کامیاب، اس لئے کہ ابتدائی زندگی مجاہدوں میں گذرتی ہے اور آخیر میں فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں۔ اگر کوئی ان فتوحات کو دیکھ کر آخری زندگی کو معیار بنائے تو وہ ناکام ہو جائے گا۔

فرمایا جو چیز دل میں جم جاتی ہے اس کا ذکر آسان ہو جاتا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ سینما دیکھنے والے دو ٹانگوں پر کھڑے رہ کر صبح کر دیتے ہیں اگر ہم یہ کہیں کہ فلاں بزرگ نے عشاء کے بعد وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے رات بھر تہجد پڑھتے تھے تو لوگ اس پر حیرت کرتے ہیں۔ اصل (امر) ذوق و شوق ہے۔

فرمایا :- تم لوگ اللہ اللہ کرتے رہو، مگر یہاں سے جانے کے بعد اکثر لوگ شکایت لکھتے رہتے ہیں کہ وہاں سے آنے کے بعد اب وہ اثرات نہیں رہے لیکن اگر یہاں کا ماحول اپنے پر قائم کرو تو وہ اثرات باقی رہیں گے۔ یہاں پر ماحول کا اثر ہے۔ معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے۔

نوٹ :- یہ تمام تر مضمون مندرجہ ذیل کتب کی مدد سے لکھا گیا۔ تاریخ مشائخ چشت مشاہیر علماء دیوبند۔ وصف شیخ، مقدمہ انوار الباری معمولات رمضان۔

بیاد حضرة شیخ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد زبیر

سکون زندگانی کی دوا پانے کدھر جائیں!
جگر کے زخم دل کے داغ دکھلانے کدھر جائیں
تیرے گیسوئے ہستی سے جنوں کی جو کو نسبت تھی
بتا اے روح ذکریا وہ دیوانے کدھر جائیں

میرے ایک مخلص دوست عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب۔ (جو آجکل تحریک ختم نبوت کے کراچی میں سرگرم کارکنوں اور ذمہ داروں میں سے ہیں) نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ مضمون لکھنے کی فرمائش کی موصوف نے غالباً اس میدان قلم و تحریر میں بندہ کی بے بضاعتی اور تہی دامنی سے ناواقفیت کی بنا پر بلا تکلف حکم فرمایا اور بندہ کے لئے بجز امتثال امر کے چارہ کار نہ تھا کیونکہ ایک ایسی شخصیت کے بارہ میں لکھنے کا حکم فرمایا کہ جو ہمارے آقا و مرشد رہبر و ہادی مشفق و محسن معلم و مربی ہیں۔ ایک ایسی جامع ترین شخصیت کہ جس کے اندر شہنشاہ و حقیقی نے وہ اسباب قابلیت اور اسباب مقبولیت و محبوبیت علے وجہ الاتم جمع فرما دیئے کہ جن کی بنا پر وہ بیک وقت محبوب العارفین بھی ہے۔ محبوب المبلغین بھی ہے محبوب المصنفین بھی ہے محبوب المعلمین والمتعلمین بھی ہے، محبوب عامۃ المسلمین بھی ہے، اور ان محبوبیتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پیارے ہیں اور خود رب العالمین کی بارگاہ سے بھی ان کو خلعت محبوبیت نصیب ہے ایک ایسی عظیم شخصیت کہ جس کی صحیح معرفت اور مقامات عالیہ کا ادراک فقط بعض عارفین اور اہل کشف بزرگوں کو ہی ہو سکا کے لئے مطالعہ فرمائیں کتاب محبوب العارفین) ولِلّٰہ درّمن قال ے کہ

اولیاء کی معرفت اللہ جل شانہٗ کی معرفت سے بھی مشکل ہے کیونکہ ان کے حجابات بشریت ان کے مقامات عالیہ کے ادراک میں مانع بن جاتے ہیں۔

جس شخصیت کا نام مبارک ازل میں ذکریا تجویز کیا گیا۔ جس کی ولادت باسعادت افضل الشہور والایام ماہ رمضان المبارک میں ہوئی۔ جس کی پیدائش کی نوید مسرت پر اسکے دادا جان ولی کامل عارف باللہ حضرت مولانا اسماعیل صاحبؒ نے بستی حضرت نظام الدین شریف میں برجستہ زبان سے یہ ارشاد فرمایا کہ "ہمارا بدل آگیا" اور اسی رمضان میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ دادا جان کے متعلق اس وقت کے ایک بہت بڑے شاعر حیرت نے جو اشعار کہے ہیں اور جن اوصاف عالیہ کا ذکر کیا ہے وہ نعم البدل میں ملاحظہ فرمائیں۔

لوز عرفان از جبینش آشکار!
عاشق و صادق جناب کردگار
سینۂ او مخزن عشق خدا
روئے پاکش مطلع شمس الضحیٰ
دیدنش حب خدا یاد آورد
صحبتش سوئے خدا دل راکشد

وہ عظیم شخصیت کہ جس کے بارہ میں سات برس کی عمر میں اسکے والد ماجد حضرت مولانا یحیٰی صاحب رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "یہ جب تک کھیلے اس کو کھیل لینے دیجئے جس دن یہ کونویں سر دیگا قبر میں ہی دم لیگا"

والد صاحب کی یہ پیشینگوئی آپ کی پوری حیات طیبہ میں ملاحظہ فرمائیں وہ عظیم شخصیت کہ جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا کوئی وقت ضائع نہیں کیا جس پر آپ کی خدمات دینیہ تصنیفی تدریسی تعلیمی تبلیغی اور خانقاہی شاہد ہیں اور جس کی شہادت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کشف بزرگ کو مکاشفہ میں اس طرح دی کہ "ان کی یہ ادا مجھے بہت پسند ہے کہ اپنا کوئی وقت ضائع نہیں کرتے اور اسی مکاشفہ میں یہ بلند ترین کلمات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ کے متعلق ارشاد فرمائے کہ "ھذا امام عصرہ وبرکۃ دھرہ وابنی الصادق"
یعنی یہ اپنے دور کے امام، زمانہ کی برکت اور اور میرے نیک بخت صاحبزادے ہیں۔

اس قسم کے دیگر مبشرات کے لئے مطالعہ فرمائیں کتاب بہجۃ القلوب، جس سے اس عظیم شخصیت کی علوشان اور رفعت مقام کا کچھ اندازہ ہو سکیگا۔

وہ عظیم شخصیت کے جن کے بارہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری نے جو مشائخ حقہ میں اپنے وقت کے قطب تھے مندرجہ ذیل کلمات ارشاد فرمائے۔

(۱) حضرت گنگوہی کی نسبت عام (قطب عالم) حضرت شیخ کی طرف منتقل ہوئی ہے۔"

(۲) اور اپنی عمر کے آخری دور میں جب کہ آپ معرفت کے اعلیٰ مقام پر تھے فرمایا کہ شیخ "اس وقت اس مقام پر ہیں جہاں حضرت گنگوہی وصال کے وقت تھے"۔ اور یہ ارشاد مبارک آج سے تقریباً ۲۵ برس پہلے کا ہے اس کے بعد مزید ۲۵ برس میں کہاں تک ترقی ہوئی ہوگی اس کا حقیقی علم اللہ جل شانہ کو ہی ہے۔

(۳) ایک مرتبہ فرمایا کہ "یہ فرشی نہیں بلکہ عرشی ہیں"
(یعنی بظاہر جسم فرش پر ہے مگر روح مبارک اکثر عرش کے سامنے حاضر رہتی ہے۔

(۴) ایک مرتبہ حضرت شیخ اور مولانا الیاس صاحب کے متعلق فرمایا کہ "ان چچا بھتیجوں کی بھی عجیب شان ہے کہ جہاں ہماری انتہا ہے وہاں سے ان کی ابتداء ہے"

وہ عظیم شخصیت کہ جس کو خواب میں رسول پاک نے قطب الاقطاب ہونے کی بشارت مرحمت فرمائی اور عام لوگوں میں اس کے اظہار کا بھی امر فرمایا۔

وہ عظیم شخصیت کہ جس کی بعض تصانیف کو وہ مقبولیت عنداللہ حاصل ہوئی کہ اس وقت پوری دنیا میں قرآن و حدیث کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں جیسے تبلیغی نصاب وغیرہ۔

(۵) راقم سطور نے یہ چند پراگندہ سطور اپنے مکمل اعتراف قصور کے ساتھ بطور مشت نمونہ از خروارے، اس بڑھیا کی اتباع میں لکھدیں کہ جو چند سُتلیاں ہاتھ میں لیکر نکلی تھی اور خریداران یوسف میں اپنا نام لکھوادیا تھا شاید حضرت شیخ کی روح مبارکہ اس سے خوش ہو اور بارگاہ ایزدی میں قبولیت کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی جیب میں ایک مرتبہ صرف دو ہی پیسے تھے اور تقاضا غالب ہوا کہ کچھ مالی اعتبار سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں ایصال ثواب کیا جائے چنانچہ ان دو پیسوں کے تھوڑے سے چنے لیکر صدقہ کر دیئے۔ شب کو خواب میں دیکھا کہ رسول پاک ان چنوں کو ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔

ہماری دلی دعا و تمنا ہے کہ حضرت شیخ کی ایسی جامع ترین سوانح حیات جلد از جلد مرتب ہو کہ جس میں حضرت کے تمام کمالات علمیہ و عملیہ اوصاف باطنیہ و

صفحہ ۸ پر

خطیب پاکستان

آخری قسط

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور

قید و بند کی صعوبتیں

سیاست کی خار دار وادی میں قدم رکھنے کے بعد مصائب و آلام کا آنا فطری امر ہے۔ جب تک کوئی لیڈر جیل میں نہ جائے شخصیت کی تکمیل نہیں ہوتی۔ چنانچہ خطیب پاکستان میدانِ سیاست میں وارد ہوئے تو کئی مرتبہ جیل میں جانا پڑا۔ مجموعی طور پر آپ نے ۱۰ سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

(۱) پہلے پہل آپ اس وقت گرفتار ہوئے۔ جب قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا چھ ماہ تک گورداسپور جیل میں نظر بند رہے۔ اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔ مجسٹریٹ عزیز احمد نے سزا دیتے ہوئے کہا میں آپ کی امتیازی حیثیت کے پیش نظر سزا دے رہا ہوں۔ یہ سزا گورداسپور جیل ہی کی کلاس میں کاٹی۔

(۲) دوسری مرتبہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ۶ ماہ تک جیل کاٹی۔

(سوانح قاضی احسان احمد ص ۱۰۱)

(۳) ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے موقع پر انگریز کے خلاف چلائی جانے والی احراری تحریک کے آپ ڈکٹیٹر مقرر ہوئے گرفتاری عمل میں آئی اور تین سال تک پابند سلاسل رہے۔

(۴) نیز قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سلسلہ میں بھرپور حصہ لیا اور دھر لئے گئے۔ قید کے دوران آپ کو اور شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کو جیل میں زہر دیا گیا۔ خداوند قدوس کے فضل و کرم نے دونوں کو بچا لیا۔ اسی دوران آپ کے والد گرامی قاضی محمد امینؒ رحلت فرما گئے۔ مگر حاجی خواجہ ناظم الدین کی حکومت نے ایک لاکھ روپیہ بطور ضمانت جمع کرنے کے بعد پیرول پر رہا کرنے سے انکار کر دیا۔

(۵) آخری بار ایوب خانی دور میں آپ نے حکومت کو لاشی کہا لیکن پاور فل حکم نہیں کی وجہ سے لاش کہا گیا۔ پندرہ دن چھٹی جیل میں رہے۔ حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ رہا کر دیئے گئے۔

قاضی صاحبؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کرنے اور مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کا فیصلہ کیا۔ تو مجلس احرار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ بعض احرار باضابطہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر ملک و ملت کے تحفظ و بقا کیلئے کام کرنے لگے۔ لیکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور آپ کے رفقاء میں سے مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود چیف ایڈیٹر لولاک، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، اور دیگر چند علماء کرام نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک غیر سیاسی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ جس کے پہلے امیر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ چنے گئے۔

۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو شاہ جیؒ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ آپ کی وفات کے بعد خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو بالاتفاق جماعت کا امیر منتخب کیا گیا۔ آپ شاہ جیؒ کا عکس شمار ہوتے تھے۔ آپؒ نے اونچے اور سرکاری طبقوں میں یونہی اسی طرح تعلیم یافتہ طبقہ میں جماعت کی سفارت اور ترجمانی کی۔ اور مرزائیت کا سیاسی احتساب کرنے کا حق ادا کر دیا۔

ایک مرتبہ شہید ملت لیاقت علی خانؒ کو آپ نے جب عربوں کا مرزا بشیر الدین محمود کے نام ربوہ کے نام خط دکھلایا جس میں عربوں نے مرزا بشیر الدین کا شکریہ ادا کیا تھا کہ آپ کی ہدایت پر چوہدری ظفر اللہ خاں نے ایران اور عربوں کی حمایت کی ہے۔ تو قائد ملت مرحوم کی آنکھیں کھل گئیں۔ قاضی صاحب نے فرمایا خاں صاحب ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان کا ہو۔ تنخواہ پاکستان کے خزانہ سے لیتا ہو۔ آپ کی کابینہ کا ممبر ہو۔ نمائندہ آپ کا ہو اور عرب شکریہ مرزا بشیر الدین کا ادا کریں۔ حالانکہ ایران اور عربوں کی حمایت مرزا محمود کی پالیسی نہیں بلکہ پاکستان کی پالیسی ہے۔ عربوں کو شکریہ مرزا محمود کا نہیں بلکہ آپ اور حکومت پاکستان کا ادا کرنا چاہیے تھا۔ لیاقت علی خانؒ کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ (لولاک صفحہ ۷۴ شیخ الاسلام نمبر نمبر جوہریؒ)۔

بہر حال عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ قاضی صاحبؒ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ایک تحریک کے دوران لاٹھی چارج سے پولیس نے آپ کی ہڈیاں توڑ دی تھیں آپ نے ملت اسلامیہ کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ اور ۱۲ شوال ۱۳۸۲ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۳ء سے ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء تک ۳ سال ۸ ماہ ۲۷ دن تک مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے باقاعدہ امیر رہے۔

آپ کی رحلت اور وفات کے بعد آپ کے رفیق کار مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے جماعت کی قیادت و امارت کے فرائض سر انجام دیئے۔

(صفحہ حضرت جوہری نمبر ہفت روزہ لولاک فیصل آباد صفحہ ۶۸)

سفیر ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں قاضی صاحبؒ ختم نبوت کے سفیر تھے۔

قاضی صاحب نے قائد ملت لیاقت علی خانؒ۔ خواجہ حاجی ناظم الدین، چوہدری محمد علی، سردار عبد الرب نشتر، سردار بہادر خاں، ہاشم گزدر ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی پاکستان، امین الدین گورنر سندھ، ملک محمد امیر خاں گورنر مغربی پاکستان، سکندر مرزا، جسٹس محمد منیر سے لیکر ایم آئی جی نیر تک قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور پاکستان کے خلاف الہامی عقیدوں پر روشنی ڈال کر ان کی آنکھیں کھول دیں۔

ایک مرتبہ لیاقت علی خاں مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ اور باتوں کے علاوہ جب آپ نے مرزائیت کا پس منظر بیان کیا۔ اور مرزا غلام احمد کی ایک مشہور تصنیف دکھلائی جس میں ـــــ ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی رات کی چاند کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مرزا کو چودھویں رات کے ساتھ تو قائد ملت نے اپنی پنسل سے خود نشان لگایا۔ اس کے بعد قاضی صاحبؒ نے مرزا کی وہ تمام تصنیفات دکھلائیں جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور دیگر اہل اللہ کی توہین کی گئی تھی۔ وزیر اعظم نے ان تمام حوالوں کو انڈر لائن کر کے میز پر رکھ دیا۔ جب آپ نے موصوف کو اکمل قادیانی کا یہ شعر دکھلایا۔ ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

یہ اشعار سن کر وزیر اعظم زار و قطار رونے لگے اور فرمایا کہ آپ میرے ساتھ کراچی تک چلیں تاکہ کوئی اور باتیں بھی ہو جائیں لیکن قاضی صاحب جماعتی مصروفیات کی وجہ سے نہ جا سکے الوداع ہوتے وقت شہید ملت نے فرمایا ”مولانا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔“

جسٹس محمد منیر سے ملاقات

قاضی صاحبؒ نے سابق چیف جسٹس محمد منیر سے کئی مرتبہ ملاقات کی ان ملاقاتوں میں آپ نے مرزائیت کا خوب تجزیہ کیا۔ اور مرزائیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا۔ ان ملاقاتوں کا نتیجہ جسٹس منیر کی زبانی سنیئے۔ لکھتے ہیں ”وہ پہلا شخص جس نے خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم کی توجہ قادیانی تحریک کی سنگینی کی طرف مبذول کرائی وہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی تھا قادیانیت کی مخالفت اس شخص کی زندگی کا واحد مقصد معلوم ہوتا ہے۔ وہ جہاں کہیں جاتا ہے اپنے ساتھ ایک بڑا چرمی صندوق لے جاتا ہے۔ جس میں احمدیوں کا اور احمدیوں کے خلاف لٹریچر بھرا ہوا ہوتا ہے۔ زیادہ اہم سیاسی واقعات کا ذکر تو درکنار، پاکستان یا کسی اور شخص کو کوئی آفت پیش آ جائے کوئی افسوسناک واقعہ رونما ہو جائے قائد ملت قتل کر دیئے جائیں یا بحرانی جہاز گر پڑیں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نزدیک وہ ہمیشہ احمدیوں ہی کی سازش کا نتیجہ ہوتا ہے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء صفحہ ۱۲۷)

واقعی آپ نے تردید قادیانیت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ ہر محفل، ملاقات، مجلس میں مرزائیوں کی سازشوں کا پردہ چاک کرتے۔ جس سے قادیانیوں کے ایوانوں میں دراڑیں پیدا ہو جاتیں۔

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ آپ لاہور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ دریں اثناء مردانہ انتظار گاہ سے دو گدی جبہ والے انگریز نکلتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں

تاریخِ اسلام میں نئے باب کا اضافہ

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

کسے کیا معلوم تھا کہ ”دیوبند“ کا واقعہ ایک عظیم انقلاب کا ذریعہ بن جائے گا اور انتہائی ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد پاکستان کی سرزمین ایک عظیم نعمت سے مالا مال ہو گی، اور جو کام ستائیس۲۷ برس میں نہ ہو سکا وہ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں انجام پذیر ہو گا۔

برطانیہ کی اسلام دشمنی ضرب المثل ہے، محتاج بیان نہیں، دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کو جب شکستوں پر شکستیں ہونے لگیں اور اسے شدید خطرہ لاحق ہو گیا کہ انگلستان کے بچانے کے لیے اگر پوری طاقت جمع نہ کی گئی تو صفحۂ عالم سے مٹ جائے گا، ان حالات کی وجہ سے وہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم پر آمادہ ہو گیا، جبکہ مسلمانوں کی عظیم الشان اکثریت تقسیم ملک کا مطالبہ کر رہی تھی۔ انگریز کو برصغیر سے بوریا بستر لپیٹنا پڑا تو جاتے جاتے ”پاکستان“ لنگڑا لولا بنانے کے لیے ایک سازش کر گیا۔ صوبۂ بنگال مسلم اکثریت کا صوبہ تھا اور پنجاب میں بھی مسلم اکثریت تھی، تقسیم ہند کے طے شدہ اصول کے مطابق یہ دونوں صوبے پورے کے پورے پاکستان کے حصے میں آتے تھے۔ لیکن انگریز نے ان دونوں کی تقسیم کی شکل نکالی، چنانچہ دونوں صوبوں کی تقسیم، ضلعی اکثریت کی حیثیت سے وجود میں لائی گئی یہ برطانیہ کی مسلمانوں کے ساتھ پہلی غداری تھی۔ ہندو کو خوش کیا اور مسلمانوں پر ظلم کیا۔ اس موقعہ پر چاہیے تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت کی طاقت اس جدید منطق کو ٹھکرا دیتی۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور ہماری غفلت یا تغافل سے دشمن نے فائدہ اٹھایا پھر بنگال اور پنجاب دونوں کو تقسیم کرنے کے بجائے مناسب صورت یہ تھی کہ مشرقی بنگال کے بدلے پاکستان کو مشرقی پنجاب دے دیا جاتا، کہ روز روز جھگڑے نہ ہوتے اور پاکستان کے دونوں حصوں میں ایک ہزار میل کا غیر فطری فاصلہ حائل نہ ہوتا، جس کی وجہ سے ہمیں ۱۹۷۱ء میں روزِ بد دیکھنا پڑا۔ لیکن افسوس یہ بھی نہ ہو سکا۔ اور یہ انگریز کی دوسری غداری و مکاری تھی۔ پھر جو کمیشن تقسیم پنجاب کے لیے مقرر ہوا اس میں بھی برطانوی کمیشن نے غداری کی، کہ مشرقی پنجاب کے وہ حصے جو پاکستان میں آنے والے تھے اور جو پاکستان کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتے تھے، وہ ہندوستان کے نقشے میں لائے گئے چنانچہ قادیان ”پٹھان کوٹ“ وغیرہ کے خطے پاکستان کا حق تھے، مگر برطانیہ اور ان کے گماشتوں کی سازش سے بھارت میں چلے گئے، جس کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا اور آج تک عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ برطانیہ کی تیسری غداری اور سازش تھی۔ پھر برطانیہ نے، ظفر اللہ خاں قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کرانے پر اصرار کیا۔ اس نے سات سال کے عرصۂ وزارت میں پاکستان کے اندر اور باہر قادیانیوں کی جڑوں کو خوب مضبوط کیا، اس کے دور وزارت میں پاکستان کے بیرونی سفارت خانوں میں چن چن کر قادیانی بھیجے گئے اور وہ ”قادیانی مشن“ کے طور پر کام کرتے رہے۔ اور یہ چوتھا خنجر تھا جو انگریز نے مسلمانوں کے سینے میں ایسا گھونپا کہ اس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔

پاکستان میں ایک ”نیا قادیان“ بسانے کے لیے ایک علیحدہ خطہ ”ربوہ“ کے نام سے پاکستان میں حاصل کیا گیا، اور اس کے لیے اس وقت کے انگریز گورنر پنجاب نے خاص کارنامہ یہ انجام دیا کہ پاکستان کے قلب میں ایک وسیع خطہ ”قادیانی ریاست“ کے لیے مخصوص کر دیا۔ اور ”ربوہ“ کے قادیانیوں کو ایسی آزادی دی

گئی کہ عملاً پاکستان کی حکومت وہاں نہیں تھی۔ گویا پنجاب میں اس کو ایک آزاد ریاست کی حیثیت حاصل تھی جسے "ریاست در ریاست" کہنا صحیح ہوگا۔ "تبلیغ اسلام" کے نام پر دو لاکھ سالانہ زرمبادلہ قادیانی وصول کرتے رہے، جس کے ذریعہ مشرقی افریقی ممالک میں وسیع پیمانے پر مرزائیوں نے اپنے مبلغ بھیجے، اور ارتداد کا جال پھیلایا، یہاں تک کہ اسرائیل کی یہودی حکومت سے حکومت پاکستان کا کوئی تعلق اور رابطہ نہیں تھا مگر مرزائیوں نے ان کے مرکز تل ابیب اور حیفہ میں مراکز قائم کئے، اور اس طرح برطانیہ کا خود کاشتہ پودا نہ صرف پاکستان میں بلکہ تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں بھی ایک تن آور درخت بن گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سکندر مرزا اور ایوب کی غفلتوں یا غداری کی وجہ سے پاکستان کے کلیدی مناصب پر مرزائی چھا گئے۔ اس طرح مٹھی بھر مرزائی، پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ حکومت نے محکمہ اوقاف کے ذریعہ سے مسلمانوں کے تمام اوقاف "وقف ایکٹ" کے ماتحت قبضہ میں لے لیے۔ لیکن قادیانی مرزائیوں کے اوقاف کو ہاتھ نہیں لگایا گیا، جس کے ذریعہ نہ صرف ان کی مالی حیثیت اور قوی ہوگئی بلکہ ان میں "خودمختار ریاست" کا تصور شدت سے ابھرا۔ علاوہ اس کے بین الاقوامی سطح پر دشمنانِ اسلام اسرائیل و برطانیہ وغیرہ کی جانب سے ان کی جو مخفی اعانت ہوتی رہی اور سر ظفر اللہ نے تین سالہ زندگی میں اقوام متحدہ کی نمائندگی کے دوران باہر کی دنیا میں مرزائیت کی جڑوں کو جو مضبوط بنایا وہ اس پر مستزاد ہے۔ جس سے مرزائیوں کو اپنی بین الاقوامی پوزیشن کے مضبوط ہونے کا گھمنڈ ہونے لگا۔ الغرض ان متعدد عوامل کے تحت یہ فتنہ روز بروز قوی تر ہوتا گیا، جس کی تفصیلات حیرت ناک بھی ہیں اور دردناک بھی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی، لیکن افسوس اور صد افسوس کہ خواجہ ناظم الدین جیسے دیندار اور حاجی نمازی کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ مقدس تحریک سیاست کی بھینٹ چڑھ گئی، سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں کی خونریزی ہوئی، ان کی لاشوں کو نذر آتش کیا گیا یا دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا گیا۔ مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے جو رنجیت سنگھ کے زمانے میں نہیں ہوئے تھے۔ اور شاید کہ ۱۸۵۷ء میں برطانوی تسلط و اقتدار کے دوران بھی نہیں ہوئے تھے۔ اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک کو کچل کر رکھ دیا گیا۔ لیکن ان شہداء ختم نبوت کی روحیں تڑپتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں پہنچیں اور انہوں نے رحمت الٰہی کے دروازے کھٹکھٹائے آخر ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور انجام وہی ہوا جس کی ضرورت تھی۔ اور اگر روز اوّل سے یہ صورت اختیار کی جاتی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا قصہ پاک کر دیا جاتا تو یہ خونچکاں صورت حال پیدا نہ ہوتی۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور حالات نے نازک صورت اختیار کی، مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے، اور حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا۔ ۳ جون ۱۹۷۴ء کو پنڈی میں علماء کرام اور مختلف فرقوں کا نمائندہ اجتماع ہوا اس کو بھی ناکام بنانے کے لیے تین مندوبین مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، اور مولانا تاج محمود کو لالہ موسیٰ کے اسٹیشن پر روک کر ٹرین سے اتار لیا گیا۔ ۳ جون کے اجتماع کو ناکافی سمجھ کر ۹ جون کو راقم الحروف کی طرف سے لاہور میں اجتماع رکھا گیا اور تمام اسلامی فرقوں اور جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں دیوبندی، بریلوی، اہل سنت، شیعہ، اہلحدیث، مسلم لیگ، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان، جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ شریک ہوئیں۔ بیس "۲۰" جماعتوں کا نمائندہ اجتماع ہوا، راقم الحروف نے مختصر سی افتتاحی تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لیے ہے، یہ اجتماع "ختم نبوت" کے مسئلہ پر ہے، اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیے، جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دینی ہی ہوگا، اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک طریق کار نہایت پرامن ہوگا، اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اگر کوئی مزاحمت ہوئی، یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لیے اس کو برداشت کرنا ہوگا، اور صبر کرنا ہوگا، مظلوم بن کر رہنا ہوگا۔ اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی، حکومت نہ ہوگی ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں اس کے بعد مولانا مفتی محمود صاحب نے تائیدی تقریر فرمائی۔ پھر جناب نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر مختلف نمائندوں نے تقریریں کیں۔ تحریک کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے لیے ایک مجلس عمل وجود میں آئی اور راقم الحروف کو عارضی طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ میری آرزو اور خواہش یہی تھی کہ آئندہ اجتماع میں مجھے اس بوجھ سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔ پریس کانفرنس کی گئی، اور ۱۴ جون کو ملک میں مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا اسی کے ساتھ امت مرزائیہ سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس دوران وزیر اعظم بقصد مذاکرات لاہور میں قیام پذیر

باقی صفحہ ۲۰ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مجلس شوریٰ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شر انگیز کارروائیوں کا نوٹس لے اور پاسپورٹ فارم میں حذف شدہ حلف کو دوبارہ بحال کرے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا دو روزہ اجلاس ملتان میں ۲۵/۲۶ مئی امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے اراکین شوریٰ نے شرکت کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان کراچی، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری ملتان، ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کراچی، مولانا عزیز الرحمان ملتان، مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، ساہیوال، مولانا نور الحق پشاور، مولانا علاؤ الدین ڈیرہ اسماعیل خان، عبدالرحمان یعقوب باوا کراچی، مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد، مولانا قاری محمد امین راولپنڈی، مولانا محمد رمضان علوی راولپنڈی، خان فضل محمود بہاولپور، مولانا اشرف ہمدانی فیصل آباد اور حکیم عبدالرحمٰن آزاد، گوجرانوالہ نے شرکت کی۔

اجلاس کے اختتام پر امیر مرکزیہ اور اراکین شوریٰ کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے ملتان کے مرکزی دفتر میں ایک پریس کانفرنس میں شوریٰ کے اجلاس میں کیے گئے فیصلوں اور منظور کی گئی قراردادوں کا اعلان فرمایا۔

اجلاس میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ، مولانا مفتی خلیل گوجرانوالہؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ مہتمم مدرسہ خیر المدارس کے سانحہ ارتحال پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور مرحومین کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اجلاس میں مجلس کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر بھی غور ہوا اور اراکین شوریٰ نے مرزائیوں کی اشتعال انگیز کارروائیوں پر سخت تشویش کا اظہار کیا اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ کی ضرورت پر زور دیا۔

فیصلہ کیا گیا کہ بنگلہ دیش میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کے پیش نظر رمضان المبارک کے بعد ایک عظیم الشان دار المبلغین قائم کیا جائے گا اور وہاں کے مقامی علمائے کرام کو اس سلسلے میں تربیت دی جائیگی۔ اجلاس نے درد مند اہل خیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس عظیم ترین اور بابرکت منصوبے میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہر ممکن تعاون کریں۔

اجلاس نے ۶/۷ ستمبر کو مسلم کالونی، ربوہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اور ملت اسلامیہ سے اپیل کی ہے کہ وہ ملی جذبہ سے سرشار ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

اجلاس میں منظور کی گئی قراردادوں میں کہا گیا جناب راجہ ظفر الحق صاحب کے بیان کے مطابق لاہور کے ایک پرائیویٹ پرنٹنگ پریس نے پاسپورٹ فارم شائع کئے جس میں متعلقہ شق جو غیر مسلموں کے لئے تھی وہ حذف کر دی گئی۔ مجلس شوریٰ میں اس پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ ایسے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے جنہوں نے اس غیر ذمہ دارانہ حرکت سے امت مسلمہ کو تشویش میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔

گذشتہ دنوں کراچی کے ایک اخبار میں قادیانیوں کی طرف سے قومی نشریاتی اداروں کے خلاف زہر اگلا گیا اور بڑی ڈھٹائی سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ مسلمان ہیں اجلاس نے اشتہار پر تفصیلی غور کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سراسر آئین کی خلاف ورزی ہے اور بغاوت کے مترادف ہے لہٰذا حکومت ایسی اشتعال انگیزی کا نوٹس لے اور انہیں قرار واقعی سزا دے۔

اس کے علاوہ کئی اور قراردادوں میں شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ کا اضافہ کرنے، اسلامی شعائر کا تحفظ اور غیر مسلموں کی طرف "مسجد" کے نام سے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

اجلاس نے صدر مملکت اور ان کے رفقاء خصوصاً راجہ ظفر الحق کا شکریہ ادا کیا کہ ۲۶۸ کی قادیانیوں سے متعلق دوسری ترمیم کی تنسیخ کو ختم کرنے

کا آرڈیننس جاری کر کے مسلمانوں کی تشویش کو رفع کیا۔ نیز مجلس شوریٰ کے معزز ارکان جناب قاری سعید الرحمان اور جناب مولانا سمیع الحق کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس مسئلہ میں مجلس شوریٰ کے سامنے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی۔

اجلاس نے راجہ ظفر الحق اور محکمہ اطلاعات کے اعلیٰ حکام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہفت روزہ "ختم نبوت"، کراچی کا ڈیکلریشن منظور فرمایا جبکہ سابقہ حکومتوں نے اس نام سے پرچہ کا اجراء منظور نہیں کیا تھا۔

اجلاس نے مرزائیوں کی مردم شماری کرانے کا بھی مطالبہ کیا۔ جبکہ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ ملک میں سزائے ارتداد کا قانون فوری طور پر نافذ کیا جائے۔

اجلاس نے قومی نشریاتی اداروں کا بھی شکریہ ادا کیا کہ گذشتہ دنوں پہلی بار مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت قومی نشریاتی اداروں سے کی گئی اور مجلس توقع رکھتی ہے کہ دین اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کی تشریح کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہیگا۔

بقیہ :- حضرت قاضی صاحب

میں رو رہی ہیں۔ کتنوں کو آواز دیکر کہتے ہیں ٹیپو کم ہے کیا یک قاضی جی کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور آنکھیں خون آلود ہو جاتی ہیں۔ چند ثانیے خرید کر شیر گونجتا ہے۔ لارڈ ولزلی کم ہیں، لارڈ ماؤنٹ بیٹن کم ہیں اور ایک ایک فرنگی لیڈر کا نام لے لیکر ان ڈانٹے رہے اور فرمایا تم میرے ایک ٹیپو شہید کا نام لیا ہے میں تمہارے سب فرنگیوں کا نام لوں گا۔ اگر طبع نازک پہ گراں گزرے تو بندہ کا خون ٹیپو شہید کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لئے گرنے پر فخر محسوس کرے گا۔

خطیب پاکستان موت کی آغوش میں

۲۲ نومبر ۱۹۶۶ء کا سورج ایک عظیم المیہ لے کر طلوع ہوا۔ کہ خطیب پاکستان، عندلیب چمنستان اسلام، توحید خداوندی کا معتقد، دین قیم کا مبلغ، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کا محافظ، محاذ ختم نبوت کا سپہ سالار، قافلہ آزادی کا شاہسوار، بطل حریت، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ انتقال فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اپریل ۱۹۶۶ء میں مرض کا آغاز ہوا۔ ملتان اور لاہور میں علاج کرایا گیا۔ سات ماہ کی طویل کشمکش کے بعد ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۶ء بعمر ۶۲ سال ۵ ماہ کینسر کے موذی مرض سے راہی عدم ہوئے۔ اور اپنے پیچھے لاکھوں شیدایان ختم نبوت کو چشم پرنم چھوڑ گئے۔ شجاع آباد کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ نماز جنازہ میں کراچی سے پشاور تک کے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوئے۔ نماز جنازہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہم نے پڑھائی۔ اور شجاع آباد ڈرشاہ قبرستان میں دفن کئے گئے۔

خدا رحمت کند بر عاشقان پاک طینت را۔

بقیہ :- تحریک ختم نبوت

ہوئے، مجلس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر وزیر اعظم کی جانب سے ملاقات اور مذاکرات کی دعوت دی گئی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اسے قبول کر لینا چاہیے کہ شاید افہام و تفہیم سے کوئی راستہ نکل آئے۔ ۱۱ جون ۷۴ء وزیر اعظم صاحب بھٹو نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا اور بعد میں مجلس عمل کے دیگر افراد کو یکے بعد دیگرے فرداً فرداً بلایا۔ راقم الحروف نے بہت صفائی اور سادگی کے ساتھ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جو کچھ کہا اس کا حاصل یہ تھا کہ قادیانی مسئلہ بلا شبہ پاکستان کے روز اول سے موجود ہے، پہلی غلطی اس وقت ہوئی جب کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ شہید ملت (خان لیاقت علی خان مرحوم) کو اس خطرناک غلطی کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کر لیا تھا، لیکن افسوس کہ وہ شہید کر دیئے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب ہوا ہو۔

جاری ہے

بقیہ :- ابتدائیہ

بغور مشاہدہ و معائنہ کر کے رپورٹ لکھتا ہے۔ اور لیڈی ڈاکٹر مردوں کے پوشیدہ حصوں کا معائنہ فرماتی ہیں۔ یہ ایسا شرمناک گھناؤنا فعل ہے کہ اسے الفاظ میں منتقل کرتے ہوئے جبین حیا کو پسینہ آتا ہے۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ کسی باغیرت مرد یا عورت نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہو ——— اور اب سننے میں آیا ہے کہ ایک اسلامی ملک نے غیر ملکی مسلمانوں کو اقامہ دینے کے لئے اسی قسم کے طبی معائنہ کی شرط رکھی ہے ——— اگر یہ چیز صحیح ہے تو اس پر اس کے سوا اور کیا عرض کیا جائے کہ ۔

"چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

قسط ۳

تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تقاضہ

گزشتہ سے پیوستہ

علی اصغر چشتی صابری۔ ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی۔

مجھے ڈر ہے دلِ زندہ! تو نہ مر جائے
کہ زندگی نام ہے تیرے جینے کا

در اصل تعلق ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی بنا پر متعلق کا اثر قبول کیا جاتا ہے۔ تعلق کے بغیر متعلق کی تصدیق و اطاعت کا تصور کرنا بھی محال ہے۔ مجازی طور پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی دوست کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو کچھ عرصے کے بعد (جب اس میں اضافہ ہو جاتا ہے) اسکی ہر ہر حرکت ہمیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی ہر بات ہم بغیر کسی دلیل کے تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ہر حکم کی تعمیل ہم بغیر چون و چرا کے بہ طیب خاطر کر جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کا تعلق ہمارے دل پر حاوی ہو جاتا ہے۔ دل ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو اعضاء انسانی کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کی صحت پورے جسم کی صحت ہے۔ اور اسکی بگاڑ پورے جسم کی بگاڑ ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ ابی وامی) نے ارشاد فرمایا۔

"الا وان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب"۔

یعنی انسان کے جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے۔ جب وہ ٹھیک رہتا ہے تو پورا بدن صحیح ہوتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جاتا ہے۔ تو پورا جسم ہی بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ "دل" ہے۔ آج ہمارے دلوں کی حالت کتنی عجیب ہے۔ ہم جو کچھ زبان سے کہتے ہیں۔ دل اس سے بے خبر ہے۔ دل سے کہنا تو صرف ایک محاورہ رہ گیا ہے۔ جو کبھی کبھی ہم سن لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں جب بھی کسی سے بات ہوتی ہے۔ تو اُسے بالآخر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس دل پر ناز تھا مجھے "وہ دل نہیں رہا"۔

مختصر یہ کہ کسی کی ذات اور بات پر اعتماد و وثوق تب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب قلب کا انسلاک اس کے ساتھ ہو جائے۔ اور یہ بہت کم ہی ہوتا ہے۔ بقول شخصے کہ

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

اس تعلق کے حصول کے بعد دلائل کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اعتماد ہی اعتماد کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو دلائل کی روشنی بھی اس راہ میں کارگر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ غیر مستقل ہے۔ ایک قدم پر اگر چمک جاتی ہے۔ تو دوسرے قدم پر گل ہو جاتی ہے۔ نبی کو صاحب وحی ماننے کے بعد اور یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ وہ جو کچھ کہتا ہے خداوند تعالیٰ کی طرف سے کہتا ہے۔ اس کے اعتماد پر اس کے تمام احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر لینا ایک اقتضاء طبعی ہونا چاہیئے۔ جب ایک حقیقت مسلّم ہو جاتی ہے۔ تو اسکے بعد اسکے متعلق دلائل و براہین کی تلاش، روشن خیالی نہیں بلکہ مختصر راستے کو طویل کر دینا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جتنے انبیاء اس دنیا میں تشریف لائے انہوں نے ابتداء ہی سے دعوتِ مناظرہ کے بجائے عمل کی دعوت دی۔ اگر انحصار صرف دلائل پر ہو۔ تو کبھی کبھی ہر دو طرف دلائل کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مطالب و مقاصد کی نزاکت کبھی دلائل کی رسائی سے بالاتر ہوتی ہے۔ پھر طبائع کا اختلاف، مذاق کا فرق، سمجھ اور فہم کا اختلاف اس پر مستزاد وہم انسانی کی مزاحمت یہ سب وہ رکاوٹیں ہیں۔ جو اگر نفسِ تصدیق کے لئے نہ ہوں مگر کم از کم عمل کے لئے تو یقیناً سدِّ راہ بن جاتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے صرف اطاعت و انقیاد ہی کی راہ بتلائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا"۔

یعنی رسول جو کچھ تمہارے پاس لیکر آئے اس کو اختیار کر لو۔ اور جس سے منع فرما اس سے رک جاؤ۔

دلائل کا دائرہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو بالآخر اسی صفت انقیاد پر ختم ہو جاتا ہے۔ ورنہ ایک مقصد کے حصول کے لئے مقدمات کی اتنی ان گنت کڑیوں کی ضرورت ہوگی۔ کہ اگر سب کا طے کرنا ناگزیر قرار پائے۔ تو پھر ساری عمر میں ایک مقصد کا حصول خواب و خیال ہی کی حد تک رہے۔

جاری ہے

شب برأت

منظور احمد الحسینی

صلوٰۃ التسبیح اور اس کا طریقہ

صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے تمام گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ پڑھ لیا کرو، اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو، اگر ہفتہ میں نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔

اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سبحانک اللھم، الحمد اور سورۃ جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع میں جائے۔ اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے پھر رکوع سے اٹھے اور ربنا لک الحمد کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی تسبیح کے بعد دس مرتبہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لیے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ ان چاروں رکعتوں میں جو سورۃ چاہے پڑھے کوئی سورۃ مقرر نہیں۔ اگر کسی رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدے میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے اور سجدہ کی دس بھی پڑھے گویا ایسی صورت میں سجدہ میں بیس تسبیح پڑھے بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ — سو اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب ملے گا اور دیگر چار رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جائے گی صلوٰۃ التسبیح نہ رہے گی اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جاویں گی، تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

(بہشتی زیور)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ شب برأت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے صـ ۳۴۲ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

اس رات کو شب براۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں دو بیزاریاں ہیں ایک بدبخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار اور دور ہوتے ہیں اور اولیاء کرام ذلت و گمراہی سے دور ہوتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں کے لئے آسمان میں دو عید کی راتیں ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے دو عید کے دن ہیں فرشتوں کی عید کی راتیں شب برأت اور شب قدر ہیں اور مسلمانوں کے عید کے دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں،

شب برأت کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا اور شب قدر کو پوشیدہ رکھا اس میں حکمت یہ ہے کہ شب قدر کو پوشیدہ رکھا اس میں حکمت یہ ہے کہ شب قدر رحمت و بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے، اس لئے پوشیدہ رکھا کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کر لیں۔ اور اعمال صالحہ سے غافل نہ ہو جائیں اور شب براۃ کو اس لئے ظاہر فرما دیا کہ یہ رات حکم اور فیصلہ کی رات ہے، ردّ و قبول کی رات ہے خوش نصیبی (کے حصول) و بدبختی کے اعمال سے بچاؤ) کی رات ہے، حصول شرف اور اندیشۂ عذاب کی رات ہے کسی کو اس میں سعادت نصیب ہوتی ہے اور کسی کو شقاوت، کسی کو جزا دی جاتی ہے۔ تو کسی کو رسوا کیا جاتا ہے، کسی کو سرفراز کیا جاتا ہے اور کسی کو سرنگوں کیا جاتا ہے، کسی کو اجر دیا جاتا ہے تو کسی کو اس سے محروم کیا جاتا ہے، بہت سے کفن دھوئے ہوئے تیار ہوتے ہیں، لیکن بعض کفن پہننے والے بازاروں میں پھرتے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی قبریں کھدی ہوئی تیار ہیں اور وہ خوشی میں مگن غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوت کے اجراء کا خیر مقدم

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم

کا پیغام تہنیت

خان پور۔ نمائندہ خصوصی کا امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی کے اجراء پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظمین کو مبارکباد دی۔ اور اس امید کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ العزیز ہفت روزہ "ختم نبوت" مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے احتساب میں مرکزی کردار ادا کرے گا۔

انہوں نے اپنے جملہ متعلقین اور معتقدین سے اپیل کی کہ اس ہفت روزہ کی کامیابی کے لئے شب و روز محنت کریں۔ خریدار، اشتہار مہیا کریں۔ اور مرزائیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اس پرچہ کو کامیاب کریں۔ والسلام

منجانب حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ صاحب۔ درخواستی۔

انتہائی خوشی کا مقام ہے۔

مشیر تعلیم یوسف طلال

کرمی جناب محمد یوسف لدھیانوی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے یہ جان کر انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کو اجازت مل گئی کہ وہ ختم نبوت کے نام سے ایک ہفت روزہ کی اشاعت کرے یہ نہ صرف ملک کے لئے بلکہ پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیلئے انتہائی پرمسرت موقع ہوگا۔ بے شک حضرت الاستاد مولانا محمد یوسف البنوری صاحب کی روح اس کار خیر سے خوش ہوگی۔

میں دل دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ہفت روزہ کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور گمراہ لوگوں کو اس کے ذریعہ سے صراط مستقیم پر آنے کی ہدایت دے۔

تلمیذ کم یوسف طلال

ختم نبوت کے اجراء پر مبارکباد

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب،
مجلس تحفظ ختم نبوت مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

حضرت محترم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،
گرامی نامہ وصول ہوا۔

ختم نبوت کے اجراء پر مبارکباد قبول فرمائیے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا خواب پورا ہو رہا ہے۔ مرزائیت کے ساتھ ام الخبائث یعنی مسیحیت کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

امید ہے ختم نبوت کے اجراء سے اسلام اور پاکستان کی خاطر خواہ خدمت ہو سکے گی۔

دعا خیر کا طالب ہوں۔

والسلام

احقر زمان محمد منصور الزمان

مکرمی مدیر ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی

السلام علیکم

مجھے یہ معلوم ہو کر انتہائی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ ۲۹ / مئی کو ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی کا پہلا پرچہ شائع فرما رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ کوشش خالصتاً دینی خدمت کے تحت ہوگی۔ اور آپ تحریک ختم نبوت کے ہر واقعہ کو ہی نہیں بلکہ ہر اس کردار کو اجاگر کریں گے۔ جنہوں نے تحریک ختم نبوت کے آغاز سے آج تک مخلصانہ طور پر اور مؤثر انداز میں کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ایس ے مشتاق احمد ریاض ایڈووکیٹ کراچی

عقیدہ ختم نبوت

● اسلام کا بنیادی جزو ہے ● مذہب کی روح ہے ● دین کی امانت ہے ● وحدت پاکستان کی علامت،
● اتحاد و یگانگت اور پاکستان کے استحکام کی ضمانت ہے۔

لہٰذا عقیدۂ ختم نبوتؐ کا تحفظ تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

الحمد للہ مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدۂ ختم نبوتؐ کے تحفظ اور مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنے کے لیے پوری دنیا میں سرگرم عمل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اکابرین کے ارشادات

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اپنا ر دارادا کرے۔"

"ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہ کر سکیں۔"

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ اپنی وفات سے ۲۲ دن پہلے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

"یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس میں دامے، درمے، سخنے ہر قسم کی مدد کرنے والوں کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ تمام مقاصد حسنہ کو پورا فرمائے۔ ہر قسم کی مدد و نصرت فرمائے۔"

مجلس کی سرگرمیوں کی ایک جھلک

● دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کر کے اندرون و بیرون ملک تقسیم کیا گیا ● اندرون و بیرون ملک دفاتر قائم کیے گئے۔
● ربوہ میں جماعت کے دو عظیم الشان مرکز قائم ہیں جہاں سے تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری ہے ● ربوہ اسٹیشن پر جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور مسلم کالونی ربوہ میں دار العلوم ختم نبوت اور مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے ● ملک کے مختلف علاقوں میں مدارس قائم ہیں جن کے جملہ اخراجات مجلس برداشت کرتی ہے ● اہل اسلام اور مرزائیوں کے درمیان کئی مقدمات زیر سماعت ہیں جن کی پیروی مجلس کر رہی ہے ● مجلس کے ماتحت ۵۰ تربیت یافتہ مبلغین ملک کے مختلف علاقوں میں تبلیغی خدمات میں مصروف ہیں

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا اجراء

الحمد للہ گذشتہ ۳۵ سال میں ملک میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی حکومت نے "ختم نبوت" کے نام سے رسالہ شائع کرنے کی اجازت دی ہو اسکی اشاعت شروع ہو چکی ہے مجلس نے اپنے محدود وسائل کے باوجود رسالہ کا شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مجلس اس رسالہ کو کامیاب ... مخیر حضرات سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس رسالہ کیلئے خصوصی امداد فرماویں اور ہر شخص اس کا خریدار بنے اور دوسروں کو خریدار ...

بنگلہ دیش میں دار المبلغین کے قیام کی ضرورت

کافی عرصہ سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ بنگلہ دیش میں بھی ایک عظیم الشان دار المبلغین کا قیام عمل میں لایا جائے اب الحمد للہ مجلس کی مجلس شوریٰ نے بنگلہ دیش میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کے پیش نظر دار المبلغین کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔ انشاء اللہ رمضان المبارک کے بعد اس منصوبے پر کام شروع ہو جائے گا۔

لہٰذا ان تمام منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے آپ سے درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور فطرانہ کی رقم عنایت فرما کر مجلس کے بیت المال کو مضبوط فرماویں۔

زکوٰۃ، عطیات، صدقات اور تعمیر مساجد فنڈ ہفت روزہ ختم نبوت اعانت فنڈ وصول کیے جاتے ہیں۔ رقوم جمع کرانے کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرماویں

● دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳
● دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ۔ ملتان

کراچی میں الائیڈ بینک آف پاکستان کھوڑی گارڈن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۷۵۹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔